سانحۂ عباس ٹاؤن: علمی تحقیقات کی ضرورت

۳ مارچ ۲۰۱۳ کو کراچی کے علاقے عباس ٹاؤن میں خوف ناک بم دھماکوں کے باعث بچوں اور خواتین سمیت ۵۰ جاں بحق اور ۱۴۶ زخمی ہو گئے۔ مجلس وحدت المسلمین نے ۱۰ روزہ اور تحفظ عزاداری کونسل نے ۳ روزہ سوگ کا اعلان کیا۔ تعلیمی ادارے بند کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ آئی جی سندھ نے تحقیقات کے لیے کمیٹی قائم کر دی اور رینجرز نے شہر میں دہشت گردوں کے خلاف بھرپور کریک ڈاؤن کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ مذہبی رہنماؤں میں اسلم سلیمی، طاہر القادری، فضل الرحمٰن، ساجد میر، حافظ سعید نے دھماکوں کی شدید مذمت کی۔

افسوس! اس انتہائی گھمبیر مسئلے کو سادہ طور پر لیا جا رہا ہے۔ ایک دن تعلیمی ادارے بند کرنے سے کچھ حاصل نہ ہو گا بلکہ کھلے ہوئے تعلیمی اداروں کے بارے میں آنکھیں کھولنا ہوں گی۔ مذہبی اور عام تعلیمی اداروں کے نصاب کا جائزہ لینا ہو گا۔ علمی اختلاف انسانی مخالفت کیسے بن گیا ہے؟ انسانی اخلاقیات کا درس کیوں نہیں دیا جا رہا؟ ہمارے اندر تعصّبات نے اپنی جڑیں اس قدر گہری کیسے کر لی ہیں؟ اگر اہل تشیع پر ظلم ہوا، تو اس پر صرف شیعہ تنظیمیں ہی کیوں متحرک ہوئیں؟ فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ ہیں کہ: ''اہل ایمان کے ساتھ ایک مومن کا تعلق ویسا ہی ہے جیسا سر کے ساتھ جسم کا۔ وہ اہل ایمان کی ہر تکلیف کو اسی طرح محسوس کرتا ہے جس طرح سر جسم کے ہر حصے کا درد محسوس کرتا ہے۔'' (مسند احمد) ''جو شخص کسی پر رحم نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس پر بھی رحم نہ کیا جائے گا۔'' (بخاری، کتاب الآداب) عباس ٹاؤن کے ظلم پر سب کا درد ایک جیسا کیوں نہ ہوا؟

آئی جی سندھ نے تحقیقات کے لیے خفیہ ایجنسیوں کے افسران پر مبنی کمیٹی قائم کر دی، لیکن ایک اور علمی اور سماجی تحقیقاتی کمیٹی بھی بننی چاہیے جو یہ جاننے کی کوشش کرے کہ رحمٰن و رحیم کو اپنا خدا ماننے والوں، رحمۃ للعالمین کو اپنا

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

رسول ماننے والوں، ہر ملنے والے کو سلامتی کی دعا دینے والوں کے اندر یہ وحشت و بربریت کہاں سے آ گئی؟ اسلام جیسے دین سلامتی کو ماننے والوں کے مذہب اور ان کے رویوں میں یہ خوف ناک تضاد کیسے پیدا ہو گیا؟ شہروں کی دیواروں پر باہمی نفرت و عداوت اور کفر کے فتووں پر مبنی عبارتیں کیسے لکھ دی جاتی ہیں اور حاکم اور معاشرہ اسے کیسے برداشت کر لیتا ہے؟ اگر اس خونی کھیل کے پیچھے بیرونی دشمن بھی کار فرما ہیں تو ہمارے لوگ ان کے آلۂ کار کیسے بن جاتے ہیں؟

محترم اسلم سلیمی، ڈاکٹر طاہر القادری، مولانا فضل الرحمٰن، پروفیسر ساجد میر، حافظ سعید کی خالی مذمت کافی نہیں ہے۔ ایسی مذمت تو سیاست دانوں اور حکمرانوں نے بھی کی ہے۔ آپ علماے دین ہیں۔ آپ نبیوں کے وارث ہیں۔ آپ سیاست دانوں اور حکمرانوں سے بلند تر لوگ ہیں۔ آپ سے توقعات بھی بلند تر ہیں۔ اعلیٰ علمی اور سماجی شعور کی امیدیں ہیں۔ ایک خدا، ایک رسول، ایک کتاب کو ماننے والوں میں کچھ ایسے لوگ کیسے پیدا ہو گئے جو بچوں اور عورتوں کو بھی ناحق قتل کرنے پر تلے ہوئے ہیں؟ انسانوں کے مابین اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک فطری امر ہے، لیکن ہمارے اندر ان اختلافات کو برداشت کرنے کا کلچر کیوں نہیں پیدا ہو سکا؟ اختلاف کرنے کے آداب کیوں نہیں اپنائے گئے؟ اہل مغرب کی طرح ہمارے اندر جیو اور جینے دو کا مزاج کیوں نہیں پیدا ہوا؟ آپ کھل کر کفر اور قتل کے فتوے دینے والوں کی مذمت کیوں نہیں کرتے؟ کفر و قتل کی علمی دکانوں کے خلاف علمی کریک ڈاؤن کیوں نہیں کرتے؟

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

کتاب ہدایت کو محض ایصال ثواب اور حصول ثواب کا ذریعہ بنا کر ہی کیوں رکھ دیا گیا ہے؟ اگر قوم اسے سمجھ کر پڑھنا شروع کر دے تو کیا اللہ کی یہ رسی پارہ پارہ امت کو وحدت کی لڑی میں پرونے کا اہتمام نہیں کر سکتی؟ اسرائیل، امریکہ اور بھارت تو قرآن کو سمجھ کر پڑھنے سے نہیں روکتے۔ اور اس کے بعد اس پر بھی تحقیقات ہونی چاہییں کہ دنیا کی ہر کتاب میں الفاظ اور عبارات کا مفہوم طے کرتے وقت ان کا سیاق و سباق دیکھا جاتا ہے، مگر ہمارے ہاں عقل عام پر مبنی یہ اصول قرآن مجید پر لاگو کیوں نہیں کیا جاتا؟ آیات کو سیاق و سباق سے کاٹ کر ان کی تشریح کیوں کی جاتی ہے اور ان کا اطلاق اپنی خواہش کی بنیاد پر، کبھی اپنے گروہ پر اور کبھی دوسرے گروہ پر کیوں کر دیا جاتا ہے؟

ایک دفعہ کسی عالم دین کی تقریر سننے کا دردناک اتفاق ہوا۔ اس نے قرآن مجید کی سورۂ کافرون کا حوالہ دیا اور کہا کہ ہمارے رسول نے کہا کہ ''اے کافرو''۔ اور پھر اپنے مخالف مذہبی گروہ پر اس کا اطلاق کرتے ہوئے کہا کہ کافر کہنا تو میرے نبی کی سنت ہے۔ اور یہ بتایا ہی نہیں کہ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم قریش کے لیڈروں

کو اتمام حجت کے بعد مخاطب کیا تھا۔ (اتمام حجت کے بعد، یعنی دین حق کو اپنی بے مثل اعلیٰ ترین اخلاقی شخصیت، تبلیغ اور دلیل کے ذریعے سے پوری طرح واضح کرنے کے بعد)۔ اللہ کی رحمتیں نازل ہوں مولانا امین احسن اصلاحی پر، انھوں نے اپنی تفسیر ''تدبر قرآن'' میں کیسا اعلیٰ تدبر کیا ہے اور کس قدر احسن طریقے سے اس آیت کا اطلاق سمجھایا ہے۔ سورۂ کافرون سے پچھلی سورتوں میں تمام تر بحث قریش کے لیڈروں ہی سے رہی ہے۔ کافرون، سورہ نمبر ۱۰۹ ہے۔ اس سے پیچھے ۱۰۶ نمبر سورہ کا نام ہی قریش ہے۔ جس میں قریش کی قوم کو سمجھایا جا رہا ہے کہ انھیں عرب میں جو وقار حاصل ہے اس میں اصل دخل ان کی ذہانت و قابلیت اور ان کے حسن تدبیر کو نہیں، بلکہ بیت اللہ کے ساتھ ان کے تعلق اور اس کے خادم ہونے کو ہے۔ ان کی معاشی زندگی میں خون کی گردش انھی تجارتی سفروں سے ہے جن کی کامیابی کی ضمانت ان کو بیت اللہ کے متولی ہونے کی بدولت حاصل ہے۔ اس لیے وہ دنیوی کامیابیوں کے نشہ میں ان حقوق و فرائض کو نہ بھول بیٹھیں جو خانہ کعبہ اور اللہ سے متعلق ان پر عائد ہوتے ہیں۔ سورۂ کافرون سے قبل خطاب قومی اور انسانی بنیاد پر ہوا، کہیں قریش کو کافر نہیں کہا گیا۔ اتمام حجت کے بعد ہجرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ رسول کو ہجرت کا حکم اسی وقت دیتا ہے جب قوم کے رویے سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس کے اندر ایمان قبول کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہی۔ اندیشہ ہوتا ہے کہ قوم اپنی سرکشی میں آ کر رسول کی جان لینے کی کوشش کرے گی۔ چنانچہ رسول کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ قوم سے برأت کا اعلان کر کے ہجرت کرے اور قوم سے الگ ہو جائے۔ چنانچہ جب ان کفار کو سزا کے طور پر قتل کیا گیا تو سورۂ انفال (۸) کی آیت ۱۷ میں اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ: ''تم لوگوں نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ نے انھیں قتل کیا۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

دین مکمل ہو گیا۔ اب تمام تر ہدایت قرآن، سنت اور حدیث میں ہے۔ نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ چنانچہ اب وحی و الہام کا دروازہ بھی ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ اب وحی کے ذریعے سے کسی مذہبی رہنما کو اللہ کی طرف سے کوئی پیغام نہیں مل سکتا کہ اس کے دعوتی کام سے اتمام حجت کا عمل مکمل ہو گیا ہے، فلاں مدعو یا مخاطب گروہ کے اندر ایمان قبول کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہی اور وہ ہجرت کر جائے۔ لاریب، یہ سارے معاملات رسول اللہ کے ساتھ خاص تھے۔ اب کوئی عالم دین کسی کو کیسے کافر کہہ سکتا ہے؟ ان نکات پر بھی علمی تحقیقات ہونی چاہییں۔ شاید مسئلے کی ایک اہم وجہ اور حل اسی میں پوشیدہ ہو۔

—— محمد بلال